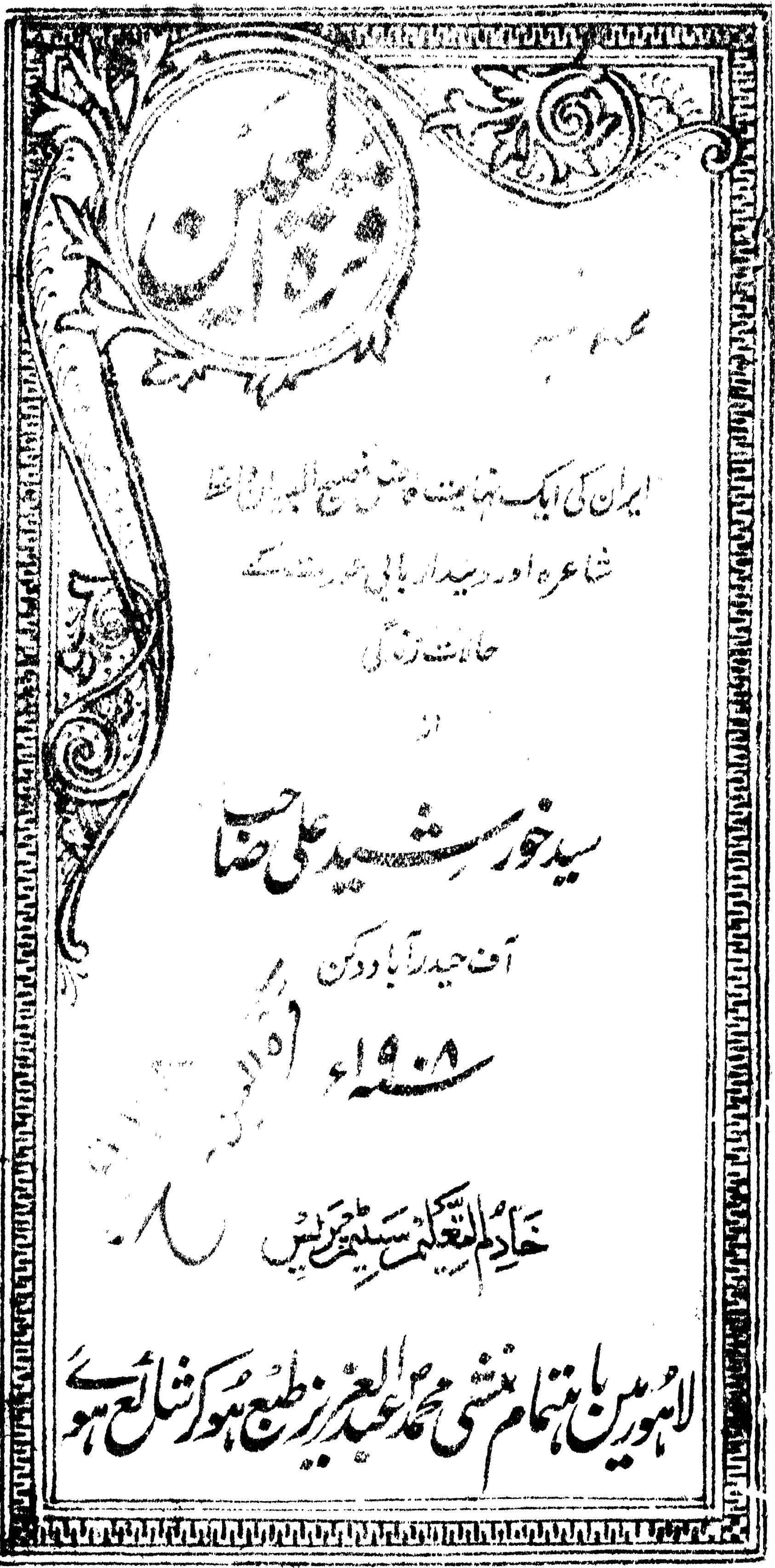


قرۃ العین

ایران کی ایک نہایت مشہور فصیح البیان ناطقہ
شاعرہ اور بیدار بابی عورت کے
حالات زندگی

از

سید خورشید علی صاحب
آف حیدر آباد دکن

سنہ ۱۹۰۸ء

خادم التعلیم سٹیم پریس

لاہور میں باہتمام منشی محمد عبد العزیز طبع ہو کر شائع ہوئے

فہرست مضامین

نمبر شمار۔	مضمون۔	نمبر صفحہ
۱۔	دیباچہ	۲
۲۔	تمہید	۴
۳۔	خاندان	۶
۴۔	تعلیم و تربیت	۷
۵۔	شادی	۸
۶۔	بابی مذہب اختیار کرنا	۸
۷۔	مرزا علی محمد باب اور بابی مذہب	۹
۸۔	نئے مذہب کی اشاعت کیلئے گھر سے نکلنا	۱۳
۹۔	خاندان والوں کی مخالفت ۔ ۱۶	۱۴
	ملا محمد تقی کا قتل ہونا۔	
	مشکلات کا سامنا۔	
	ترک وطن کرنا۔	
	تکالیف و گرفتاری	
۱۰۔	بابیوں کی گرفتاری۔ قرۃ العین کی صادق مزاجی	۱۸
۱۱۔	قرۃ العین کی ثابت قدمی اور اس کی افسوسناک موت	۱۹
۱۲۔	خاتمہ	
۱۳۔	شاعرانہ قابلیت	۲۰
۱۴۔	قرۃ العین کا کلام۔	



قرۃ العین کے یہ مختصر حالات رسالہ "خاتون" کیلئے لکھے گئے تھے۔ جو جولائی ۱۹۰۶ء کے رسالہ میں شایع ہوئے۔ اب منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار کے ایما سے "خادم التعلیم سٹیم پریس" لاہور کی جانب سے ایک علیحدہ رسالہ کی صورت میں شایع کئے جاتے ہیں۔

بعض باہمت ہمدردان قوم کی مستعدی اور کوشش کی بدولت آجکل "تعلیم نسوان" کی آواز ہمارے لئے نامانوس نہیں رہی۔ گزشتہ کئی سال سے یہ زبردست مسئلہ زیر بحث ہے اور اس کے حامی بہت سرگرمی سے اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمان اپنے مرض تنزل کے استیصال میں اس تریاق سے کام لیں۔ لیکن افسوس شدت مرض سے ہمارے ہم قوم بھائیوں پر کچھ ایسی مردنی چھائی ہوئی ہے کہ وہ ابتک اس بہترین علاج سے اپنے مہلک مرض کا ازالہ کرنے پر آمادہ نہ ہو سکے۔ اگرچہ تعلیم نسوان سے آجکل وہ پہلی سی جھجک باقی نہیں رہی کہ پہلے اس کا نام زبان پہ آتے ہی بخار و لرزہ چڑھ جاتا تھا لیکن اب بھی کثرت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اس کے غیر ضروری مضرت رساں اور خطرناک ہونے کا اپنا بے سرا راگ اسی آن بان سے الاپے جاتے ہیں۔ تمام دنیا کے دلائل و براہین ان عقاید

کے سامنے جو انھوں نے بلا کسی غور و خوض کے محض اپنے بعض دوست احباب کی دیکھا دیکھی قائم کئے ہیں کوئی وقعت نہیں رکھتے اور نہ اُن کی تشفی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ایسے بزرگوں کو تو خدا ہی سمجھائے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اکثر وہ حضرات بھی جو تعلیم نسواں کے طرفدار ہیں۔ اس کے فوائد اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں بیچاری عورتوں کو دو چار کتابوں سے زیادہ پڑھنے کا مستحق نہیں سمجھتے۔ ان کے خیال کی بیہودہ ازسرف یہیں تک ہے کہ عورتوں کو نماز روزہ کے معمولی مسایل سے واقف کر دینا بہت کافی ہے اس سے زیادہ تعلیم کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ عورتوں کے تعلیم کی اس حد بندی کی وجہ یہ ٹھیراتے ہیں کہ عورتوں میں اعلےٰ تعلیم پانے کی قابلیت ہی نہیں۔ ان حضرات کی خدمت میں خاص طور پر "قرۃ العین" کے یہ مختصر حالات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ انھیں معلوم ہو کہ اگر ان کو موقع دیا جائے تو عورتیں آسمان فضیلت کا آفتاب بن سکتی ہیں اور قدرت نے کافی طور پر اس کی قابلیت ان میں پیدا کی ہے۔

حیدرآباد دکن
۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

سید خورشید علی عفی عنہ

قرۃ العین

تمہید یہ مسلم امر ہے کہ کسی قوم کے مردہ دلوں میں جوش پیدا کرنے اور ہمت بڑہانے کا سب سے اچھا ذریعہ اس کے اسلاف کے کارنامے ہیں اسی لئے عالی دماغ اور غور پسند لوگ ہمیشہ ان ناموروں کے سوانحات زندگی کا جو نہایت عمدگی اور نیک نامی سے انسانی فرائض ادا کر کے اپنا نام نیک صفحۂ روزگار پر چھوڑ مرے ہیں اور جنھوں نے آیندہ نسلوں کے لئے حوصلہ افزا سبق آموز۔ قابل تقلید نمونہ چھوڑا ہے بہت ہی دلچسپی سے مطالعہ کرتے ہیں۔ علم بیاگرفی (تذکرات المشاہیر) بزرگان قوم و ملک کے اعلےٰ صفات و برگزیدہ خصائل کا اور ان کے کارناموں اور کامیابیوں کا مرقع ہوتا ہے۔ جس سے ان کا نام نیک کبھی ضایع نہیں ہونے پاتا۔ کسی بڑے نامی گرامی شخص کے پاکیزہ حالات زندگی کے دیکھنے سے مردہ سے مردہ دل آدمی میں بھی ایک قسم کا ولولہ پیدا ہوتا ہے اور اس کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی اس نامور شخص کی طرح اپنی زندگی میں کامیاب ہو اور اپنے انسانی فرائض کو [illegible] طور پر ادا کرے اس کے ساتھ ہی اس میں اس اُلوالعزم بزرگ پر چلنے کا خیال پیدا ہوتا ہے اور وہ اس بات پر آمادہ ہو جاتا ہے و محامد نے اس شخص کو عام لوگوں سے اٹھا کر ناموری کے اعلےٰ

شہ نشین پر بٹھلایا ہے خود بھی حاصل کرے اور جس طرز عمل نے اس شخص کو شہرت عام و بقائے دوام کا مکلل تاج پہنایا ہے خود اختیار کرے۔ سچ ہے کہ بڑے لوگ شاہ راہ عالم کے رہنما پتھر ہوتے ہیں۔

جب ہم تاریخ عالم کے دفتر کھولتے اور مسلمانوں کے عروج کے زمانہ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمارے اسلاف میں ایسے بڑے بڑے امور مختلف الحیثیت مشاہیر بہ کثرت ملتے ہیں جن کے پاکیزہ حالات زندگی ہمارے سامنے۔ ہمدردی قوم۔ حب وطن۔ ثابت قدمی۔ نفس کشی۔ اصول کی پابندی۔ صادق الطبعی۔ آزادی انصاف پسندی۔ بے تعصبی۔ صبر و استقلال۔ غیرت۔ دلیری۔ بلند حوصلگی۔ غرض جملہ فضائل انسانی کا شاندار قابل تقلید نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ان ہی اوراق میں نہیں مردوں کے پہلو بہ پہلو ان فخر بنی نوع بشر خواتین کے حالات بھی بہ کثرت ملتے ہیں جو دانائی۔ علم و فضیلت۔ ہنر و حکمت۔ دینداری۔ تقویٰ و طہارت۔ خود فراموشی۔ راست بازی۔ استقلال و ضبط۔ و [illegible]۔ اولوالعزمی۔ عالی حوصلگی۔ جرأت۔ دلیری اور کانشنس کی آزادی وغیرہ میں مردوں سے کسی طرح کم نہیں تھیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جب ہماری ترقی کا آفتاب نصف النہار پر تھا ہماری عورتوں کی حالت اب سے بالکل جداگانہ تھی۔ اس مبارک عہد میں یہ بات ہر کس و ناکس کے دل نشین تھی کہ قدرت نے ترقی علمی۔ دینی اور دنیاوی ترقی صرف مردوں [illegible] پر موقوف نہیں کی ہے بلکہ ان سب باتوں میں عورتیں بھی برابر کی حصہ دار [illegible]۔ لیکن افسوس ہماری غفلت۔ ناعاقبت اندیشی اور کم فہمی کی بدولت آج جس کے سلف فخر خاندان ہی نہیں بلکہ فخر عالم اور فخر زمانہ ہی نہیں بلکہ دنیا کے مایہ ناز و موجب افتخار سمجھے جاتے ہیں دماغی قابلیتوں

انسانی فضائل سے یک لخت محروم ہو گیا ہے اور اس تنزل کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ادہر تو مرد علم و ہنر صرف اپنے ہی تک محدود کر کے عورتوں کو اس کا مستحق ہی نہیں سمجھتے اور ادُہر خود عورتیں یہ سمجھنے لگی ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے انہیں علم و فضل اور ہنر و حکمت کے لئے پیدا ہی نہیں فرمایا۔ مولٰنا حالی نے اپنی دلکش نظم "چپ کی داد" میں بہت ٹھیک کہا ہے۔

"یاں تک تمہاری ہجو کے گائے گئے دنیا میں راگ
تم کو بھی دنیا کی کہن کا آگیا آخر یقین
علم و ہنر سے رفتہ رفتہ ہو گئیں مایوس تم
سمجھا لیا دل کو کہ ہم خود علم کے قابل نہیں"

یہی وجہ ہے کہ اب ہمارے عروج کے پارینہ افسانوں میں گزشتہ لائق و فائق خواتین کے حالات اور کارنامے نظر آتے ہیں تو ہمیں وہ ویسی ہی پرانی کہانیاں معلوم ہوتی ہیں جو ہم [illegible] یں مغلانیوں سے اکثر سنا کرتے تھے۔ کیونکہ ہماری موجودہ حالت پر نظر کرتے ہوئے عورتیں تو عورتیں ہمارے ہاں کے مردوں میں سے [illegible] بھی بمشکل ہزاروں میں ایک آدھ ایسا نکلیگا جو علمی واقفیت۔ دماغی قابلیت اور بلند خیالی میں ان فخر عالم خواتین کی ہمسری کا دعوےٰ کر سکے۔

ان اولوالعزم عورتوں کی فہرست میں قرۃ العین کا نام ایک خاص وقعت و امتیاز رکھتا [illegible] جس کی پاکیزہ زندگی کے مہتم بالشان واقعات افسوس ہے کہ پردے میں چھپے [illegible] ہو گئے۔

[illegible] جس کا اصلی نام زرین تاج ہے حاجی ملا محمد صالح قزوینی کی بیٹی [illegible] کے نامور علماء کے خاندان کا ایک ممتاز رکن تھا۔ اس کا زمانہ [illegible] عیسوی کے اوائل سے تعلق رکھتا ہے۔ ملا صالح ایک مشہور

فقیہ تھا اور اس کے گھرانے کے لوگ بڑے بڑے عالم و فاضل تھے۔ اس کا بھائی حاجی ملا محمد تقی (قرۃ العین کا چچا) قزوین کا مجتہد تھا جس کی عزت و عظمت کا سکہ چاروں طرف ملک میں بیٹھا ہوا تھا۔ ملا محمد تقی کا بیٹا ملا محمد بہت بڑا عالم تھا اور علمی دنیا میں نہایت ممتاز درجہ رکھتا تھا۔ غرض قرۃ العین ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئی جس کا گھر بھر عالم و فاضل تھا۔ اس لئے منجملہ ان قابلیتوں اور قوتوں کے جو نیچر نے نہایت فیاضی سے اس خاتون کے دماغ میں ودیعت کی تھیں اس کی عالی خاندانی نے بھی اسکی ترقیات میں بہت کچھ مدد دی۔

تعلیم و تربیت قرۃ العین کو علم سے ایک طبعی مناسبت تھی اور اس پر اُس کے بینظیر غور و خوص کی عادت۔ علم کے بیحد شوق اور حصول علم میں سخت محنت و کوشش نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ برخلاف عام طبیعتوں کے بچپن سے علمی مشغلوں کے سوا اسے اور کوئی شغل نہیں تھا۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب چند علم دوست اشخاص ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو ضرور علمی مباحث چھڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح جب کبھی قرۃ العین کے عزیز و اقارب ایک جگہ جمع ہو جاتے تو اسی قسم کے علمی تذکرے ہوا کرتے اور مباحثے ہوتے۔ قرۃ العین ان میں نہایت شوق سے شریک ہوتی اور نہایت غور سے ان باتوں کو سنتی اس کا عالم باپ اور اس کا فاضل چچا دونوں اس کی ہونہار طبیعت سے خوب واقف تھے اور اس کی دماغی ترقی کو نہایت پیار و محبت سے دیکھتے تھے۔ اسے اس قسم کے مباحثوں میں حصہ لینے اور اپنی رائے دینے کا ضرور موقع دیتے۔ اس کے نفیس اور پاکیزہ دلائل نہایت وقعت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے اور بجائے خود اسقدر بے نظیر اور قاطع ہوتے کہ پھر کسی قسم کے اعتراض کی گنجایش ہی نہیں رہتی۔ حصول علم و فضل میں اس کی ان تھک کوششوں کا نیک اور قابل تعریف نتیجہ بہت جلد برآمد ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ

میں اس نے وہ حیرت انگیز ترقی کی کہ اس کے خداداد حسن اور عصمت وحیا کے ساتھ اس کی علمی واقفیت وقابلیت اور بلند خیالی کا شہرہ تمام شہر قزوین میں ہو گیا اور یہ خاندان کی سرتاج اور شہر قزوین کا مایۂ ناز و موجب افتخار سمجھی جانے لگی۔ سچ یہ ہے کہ قرۃ العین نہ صرف اپنے خاندان اور اپنے ملک کی موجب افتخار سمجھی جانے کے قابل ہے بلکہ یہ حسین۔ باحیا۔ عصمت مآب اور عالم وفاضل خاتون تمامی عورت ذات کے لئے مایۂ نازش اور وجہ تفاضر ہے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان کو اس معزز بی بی کی برگزیدہ ذات پر فخر و ناز ہے۔

شادی اسی زمانہ میں قرۃ العین کی مُلّا محمدؐ سے جو حاجی مُلّا محمد تقی کا بیٹا اور قرۃ العین کا چچیرا بھائی تھا ہوئی۔ لیکن افسوس اس مناکحت کا انجام اچھا نہیں ہوا جس کا ذکر آگے آئیگا۔

بابی مذہب اختیار کرنا قرۃ العین کے علمی مشاغل بدستور اسی جوش وخروش کے ساتھ جاری تھے اور وہ ہمیشہ انہیں اشغال میں مستغرق رہتی تھی۔ بلکہ اب مذہبی اور علمی امور میں اس کی دلچسپی بہت کچھ بڑھ گئی تھی لیکن اب اس کی زندگی میں بہت بڑا تغیر واقع ہونے کو تھا اور ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہونے کا وقت آچکا تھا۔ انھیں دنوں میں اُسے خبر ملی کہ ایک نوجوان شیرازی میرزا علی محمدؐ نے مہدویت کا دعوے کیا ہے اور ایک انبوہ کثیر اس کا پیرو ہو گیا ہے۔ اس نے بھی مرزا علی محمدؐ سے جس نے اپنا لقب باب اختیار کیا تھا سلسلۂ خط وکتابت قائم کیا اور چند ہی روز کی خط وکتابت کے بعد باب کی تعلیم کو سچے دل سے قبول کر لیا۔ اور صرف قبول ہی نہیں کیا بلکہ اس کی اشاعت وترویج میں بیدریغ کوشش شروع کر دی۔ یہاں تک کہ اسی غرض سے اس نے سفر اختیار کیا اور کھُلّم کھُلّا بر سرِ

دھڑلے سے وعظ کہنے لگی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں نہائت اختصار سے یہ بیان کر دینا کہ مرزا علی محمدؑ باب کون تھا؟ اس نے مہدویت کا دعوےٰ کیسے کیا؟ اس کی تعلیم کیا تھی؟ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

مرزا علی محمد باب — اور بابی مذہب —

مرزا علی محمدؑ کا باپ تجارت کا پیشہ کرتا تھا اور اپنے وطن شیراز میں نہایت کامیاب تاجر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ظالم موت نے اُسے اس بات کی مہلت نہ دی کہ اپنے لڑکے کی تعلیم و تربیت کر سکتا۔ اس کے بیوقت مرجانے اور اچانک سر سے باپ کا سایۂ عاطفت اُٹھ جانے سے مرزا علی محمدؑ کو جو بہت ہی کمسن تھا اُس کے ماموں نے پرورش کی نہائت جان کاہی و دلدہی سے اس کی تربیت کرنے کے بعد جب یہ بدو شعور کو پہونچا ماموں نے اس کے آبائی پیشہ تجارت میں اسے لگا دیا۔ لیکن اس کی طبیعت کو اِس پیشہ کے ساتھ کچھ بھی مناسبت نہیں تھی اس لئے وہ اس میں بہت بددلی سے کچھ دنوں مشغول رہنے کے بعد شیراز سے چل کھڑا ہوا اور سیدھا کربلا پہونچا۔ یہاں حاجی سید کاظم کا جو شیخ احمد احسائیؒ بانی فرقۂ شیخیہ کے جانشین تھے بڑا شہرہ تھا اور ان کے علم و فضل کا ہر طرف چرچا تھا ان کے درسوں میں شریک ہونے کے لئے دور دور سے لوگ آتے تھے اور بڑے بڑے عالم اس نامور بزرگ کے خوان عالم کے زلّہ خوار تھے۔ مرزا علی محمدؑ نے ان سے شرف ملاقات حاصل کی اور اس عالم متبحر کے شاگردوں کے زمرہ میں شامل ہوگیا۔ کچھ دنوں بعد حاجی سید کاظم نے اس جہان فانی سے رحلت کی اور مرزا علی محمدؑ کو شیراز واپس جانا پڑا۔ حاجی سید کاظم کے شاگرد اب اس تشویش میں تھے کہ کسے اس بزرگ سیدؒ کا جانشین بنائیں

یہ لوگ اسی تردد میں سرگرداں تھے اور مرحوم کا کوئی قابل جانشین نہیں ملتا تھا۔ انہیں دنوں میں اتفاقاً ملا حسین بشروی کو جو حاجی سید کاظم کا شاگرد رشید تھا۔ شیراز جانا پڑا۔ اور یہاں مرزا علی محمدؐ سے اس کی ملاقات ہوئی سلسلہء گفتگو میں اپنے استاد کے جانشین کے تقرر کا ذکر آیا۔ مرزا علی محمدؐ نے ملا بشروی سے ان تمام باتوں کو پوچھنے کے بعد جو ایسے شخص میں ہونی چاہئیں اپنے آپ کو اس عہدہ کے لئے پیش کیا۔ اولاً تو ملا بشروی کو حیرت ہوئی کیونکہ جس زمانہ میں مرزا علی محمدؐ کربلا میں تھا اس کی لیاقت معمولی تھی۔ لیکن جب اس نے اس دعوے کے ثبوت میں اپنی ایک نئی تصنیف پیش کی اور بہت عمدگی سے ملا کے ہر سوال کا معقول اور تشفی بخش جواب دیا تو ملا کو اس کی اس حیرت انگیز ترقی پر نہایت استعجاب ہوا۔ اسی وقت اس نے مرزا کو اس کی لیاقت و قابلیت کا اعتراف کر کے حاجی کاظم کا جانشین تسلیم کر لیا اور اپنے رفقاء کو اس کی خبر کر دی۔ انہوں نے بھی باتفاق مرزا علی محمدؐ کو اپنے بزرگ استاد کا جانشین اور اپنا پیر و مرشد تسلیم کیا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بعد مرزا علی محمد نے مہدویت کا دعوےٰ کیا اور نہ صرف اسی پر اکتفا کی بلکہ اپنا لقب "باب" اختیار کر کے ایک نئی شریعت تیار کی اور ایک نئی تعلیم پھیلانے لگا وہ کہتا تھا کہ انسان کی ہدائت و رہبری کے لئے "مشیت اولیٰ" کو ہمیشہ کسی نہ کسی انسانی صورت میں حلول کرنا پڑا ہے اور وہی صورتیں پیغمبر کہلائی ہیں۔ حضرت آدم سے لیکر حضرت محمدؐ تک جتنے پیغمبر گزرے ہیں اگرچہ ہم انہیں جدا جدا تصور کرتے ہیں اور ان کی صورتیں بھی مختلف تھیں لیکن فی الحقیقت وہ سب ایک تھے اور "مشیت اولیٰ" ہی ان مختلف صورتوں کے ذریعہ سے بولتی تھی۔ اسی طرح اس کے اخیر ظہور حضرت محمدؐ کے ۱۲۷۰ برس بعد "مشیت اولیٰ" نے

مرزا علی محمد باب میں حلول کیا ہے اور اب اس کے ذریعہ سے بولتی ہے۔ یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہیگا۔ اور ان ظہوروں کی کوئی انتہا نہیں۔ جسطرح ہر ظہور کے وقت آئندہ ظہور کی خبر دی گئی ہے اسی طرح حضرت محمد صلعم نے باب کے متعلق مسلمانوں کو آگاہ کر دیا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ اُن کے بعد امام مہدی آنے والا ہے۔ حضرت محمد صلعم کی پیشین گوئی کے موافق اب اس کا ظہور ہو گیا ہے اور وہ میرزا علی محمد باب شیرازی ہے۔ مرزا علی محمد نے اپنے اپنے دعویٰ کی صداقت کے لئے ایک کتاب **بیان** قرآن مجید کے جواب میں پیش کی۔ اس کا دعوےٰ تھا کہ جس طرح قرآن شریف حضرت محمد صلعم کی رسالت کی دلیل ہے اسی طرح بیان باب کے دعوےٰ کی صداقت کا کافی ثبوت ہے۔ اس نئی تعلیم نے جس کا ہم نے نہایت ہی اختصار سے یہاں ذکر کیا ہے ملک میں ہلچل پیدا کر دی۔ تمام ملک ایران میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اکثر اس کے رفقاء اور شاگرد اس سے پھر گئے اور مخالفت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ لوگ اُس کے خون کے پیاسے ہو گئے اور اُسے اور اس کے ساتھیوں کو سخت سخت ایذائیں پہونچانے لگے۔ قزوین کا مجتہد حاجی ملا محمد تقی اس کا بہت بڑا اور زبردست مخالف تھا۔ ملا تقی کو پہلے ہی سے شیخ احمد احسائی اور اُس کے مقلدین سے نفرت تھی۔ اب جبکہ اُس نے اسی فرقہ کے ایک آدمی کو اتنے بڑے بڑے حیرت انگیز دعوے کرتے ہوئے دیکھا تو اس کی اس دلی حقارت اور نفرت میں اور اضافہ ہو گیا۔ باب کے خیالات کا وہ سخت مخالف تھا اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کافر کہتا تھا۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ایسے خاندان میں جس کے افراد

کسی خاص فرقہ یا خیال کے سخت دشمن ہوتے ہیں ایک ایسا شخص پیدا ہوتا ہے جو اسی خیال کا بہت بڑا حامی اور موید ہوتا ہے۔ اسی طرح حاجی محمد تقی کے خاندان میں جو باب اور اس کی تعلیم کا بہت بڑا دشمن اور بابیوں و شیخیوں سے سخت نفرت کرنے والا تھا قرۃ العین پیدا ہوئی۔

باب کے دعوے مہدویت و رسالت کرنے کے بہت پہلے حاجی سید کاظم کی زندگی میں وہ ایک بار کربلا گئی تھی جہاں اس نے اس عالم متبحر اور اسکے بڑے بڑے شاگردوں سے ملاقات کی اور ان لوگوں کی علمی مجالس میں شریک ہوئی تھی۔ حاجی کاظم کے انتقال کے بعد جب اس بزرگ کے شاگرد اس تشویش و پریشانی میں تھے کہ کسے اپنے اُستاد کا جانشین قرار دیں۔ قرۃ العین نے حاجی کاظم کے شاگرد رشید مُلّا حسن بشروی کو جس سے کربلا میں شناسائی ہو گئی تھی خط لکھا کہ وہ جب اپنی تلاش میں کامیاب ہوں اور کوئی مرشد کامل ملے تو ضرور مطلع کریں۔ اسی اثنا میں جب مُلّا بشروی نے شیراز کا سفر کیا اور میرزا علی محمد سے ملاقات کی اور اُسے اپنا پیر و مرشد اور اپنے بزرگ اُستاد کا جانشین تسلیم کیا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے تو اُس نے فوراً قرۃ العین کو خبر کی کہ جس بزرگ کے ہم منتظر تھے اور جس کی تلاش میں سرگرداں تھے اُسے پالیا۔ اُس کے ساتھ ہی مُلّا حسن بشروی نے قرۃ العین کا خط باب کو بتلایا جس نے اس معزز خاتون کی لیاقت اور قابلیت۔ علم و فضل۔ مذہبی اور علمی امور سے دلچسپی کی جس کا اس خط سے بخوبی پتہ چلتا تھا نہایت تعریف کی اور اسے اپنے اصحاب میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد جب مرزا علی محمد نے مہدویت کا دعوےٰ کیا اور صرف دعوےٰ مہدویت ہی پر اکتفا نہ کر کے اس سے بھی آگے قدم بڑھایا یعنی رسالت کا دعوےٰ کرنے لگا اس وقت

قرۃ العین کا اس سے سلسلۂ خط و کتابت قائم ہو چکا تھا۔ قرۃ العین نے اس نئی تعلیم اور اس نئی شریعت کو بدل و جان قبول کیا اور اس کی بیحد دلدادہ اور اس کی اشاعت و ترویج میں نہایت جوش سے کوشاں ہو گئی۔ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ اس نے اسی غرض سے گھر بار تک چھوڑا اور اس نئے مذہب کے پھیلانے میں ہمہ تن مستغرق ہو گئی۔

نئے مذہب کی اشاعت کے لئے گھر سے نکلنا۔

سب سے پہلے وہ اس غرض سے کربلا گئی اور وہاں اپنی خداداد فصاحت اور لیاقت کے وہ کرشمے دکھلائے کہ ہر روز اس کے لکچر سننے کو ایک مجمع کثیر جمع ہو جاتا اور روزانہ بہت سے لوگ اس نئی تعلیم اور شریعت کے دائرہ میں داخل ہونے لگے۔ علمائے شہر نے حاکم کی توجہ اس طرف مبذول کرائی اور شکایت کی کہ یہ نوجوان عورت کربلا میں کفر پھیلا رہی ہے اور اپنی فصاحت خداداد اور اپنے حسن دلآویز سے شہر کے نوجوانوں کو ورغلا کر گمراہ کر رہی ہے۔ گورنر نے اس کی گرفتاری کا حکم دیدیا۔ لیکن قرۃ العین کو کسی طرح پہلے ہی اس کی خبر ملگئی اور وہ اسی وقت کربلا سے بغداد روانہ ہو گئی۔ بغداد پہنچ کر وہ اولاً مفتی سے ملی اور اپنے خیالات نہایت عمدگی سے بیان کئے اور اپنے بغداد آنے کا مقصد بھی ظاہر کیا۔ مفتی نے بغداد کے گورنر سے اس بارے میں رائے طلب کی اور باتفاق یہ طے پایا کہ اس بارے میں گورنمنٹ سے اجازت لی جائے۔ لیکن سلطنت عثمانیہ نے اس بات کی اجازت نہیں دی۔ لہذا قرۃ العین کو مجبوراً بصد مایوسی بے نیل مرام بغداد سے واپس ہونا پڑا۔ اس جوانمرد پر جوش خاتون نے ہمت نہ ہار کر ہمدان کا قصد کیا اور نہایت جوش و خروش سے اپنے مشن کو جاری رکھا ہمدان میں بھی اس کے لکچر لیے اثر نہ رہے اور ایک معقول جماعت کو جس میں اکثر

بڑے بڑے عالم تھے بابی بنالیا۔ میرزا علی محمد اسکی ان تمام بے نظیر ان تھک کوششوں اور انکے نتائج سے نہایت خوش ہوا۔ اور جب بعض کم فہم اور کوتاہ اندیش بابیوں نے اس سے استفسار کیا کہ آیا ایک عورت کا اس طرح وعظ کرنا اور کھلم کھلا لکچر دینا اچھا ہے تو اس نے نہایت جوش سے اس کی تعریف کی اور اُس کو جناب "طاہرۃ" کے معزز لقب سے ملقب فرمایا چنانچہ اب تک وہ اسی نام سے بابیوں میں یاد کی جاتی ہے۔

ہمدان سے قزوین واپس آنے کے بعد قرۃ العین کو ایک ایسا بڑا خیال پیدا ہوا جس سے اس جوانمرد عورت کی اولوالعزمی۔ ہمت۔ جوش اور جرأت کا کسی قدر پتہ چلتا ہے۔ اس نے قصد کیا کہ طہران جاکر محمد شاہ۔ شاہ ایران کو بابی بنالے اس عظیم الشان ارادہ سے وہ قزوین سے طہران روانہ ہوگئی۔ ابھی وہ طہران نہیں پہنچی تھی کہ اس بات کی خبر حاجی محمد صالح (قرۃ العین کے باپ) کو ہوگئی۔ اُس نے فوراً بہت سے آدمی بھیجے تاکہ قرۃ العین کو راستہ ہی سے لوٹالیں یہ لوگ بڑی ہی مشکل سے قزوین واپس لائے۔

شوہر سے قطع تعلق ہونا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ قرۃ العین کا خاندان فرقہ بابیہ کا سخت مخالف تھا اسلئے قرۃ العین کی ان کارروائیوں نے اُس کے تمامی خویش و اقارب کو اس سے برانگیختہ کر دیا۔ اُس کے عزیز اُس سے برگشتہ ہوگئے۔ اور وہ جو اب تک اپنے خاندان کا گل سرسبد تھی کانٹے کی طرح کھٹکنے لگی۔ یہاں تک کہ اُس کو اپنے شوہر مُلّا محمد سے جو اس کا چچازاد بھائی تھا قطع تعلق کرلینا پڑا۔

خاندان والوں کی مخالفت مُلّا محمد تقی کا قتل ہونا۔ مشکلات کا سامنا۔ ترک وطن کرنا۔ تکالیف گرفتاری انہیں دنوں میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس سے قرۃ العین کا قزوین میں رہنا دوبھر ہوگیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ مجتہد قزوین مُلّا محمد تقی

قرۃ العین کا چچا شروع ہی سے باب کا اور اس کی تعلیم کا سخت مخالف تھا لیکن جب اس کی پیاری بھتیجی اور عزیز بہو خود بابیوں کے زمرہ میں شامل ہو گئی۔ اور نہائت جوش سے مذہب باب کی اشاعت میں سعی بلیغ کرنے لگی تو اس کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی جب وہ خیال کرتا تھا کہ خود اُس کے خاندان کی ایک لائق۔ فائق۔ عالم اور فاضل خاتون جو اُس کی آنکھوں کا تارا اور خاندان کی سر تاج تھی باب کی تعلیم کو قبول کر کے کفر و الحاد کے پھیلانے میں اُس کی شریک غالب ہو گئی ہے تو وہ آپے سے باہر ہو جاتا تھا اور جب اُس کو اُس کی عزیز از جان بھتیجی اور چہیتی بہو کی خداداد قابلیت اور لیاقت کا خیال آتا کہ ہائے اس کے خاندان کا ایک بیش بہا زیور مفت ہاتھ سے جا رہا ہے۔ اُس کی آنکھوں میں تاریک ہو جاتی اور وہ خون کے آنسو رونے لگتا۔ اس کی بیخودی۔ از خود رفتگی اور غضب و غصہ یہاں تک ترقی کر گیا کہ وہ عام طور پر باب اور شیخ احمد احسائی پر لعنت بھیجنے لگا۔ بابی اس کی اس ناپسندیدہ حرکت سے سخت بر افروختہ ہو کر اس کے قتل کے در پئے ہو گئے۔ چنانچہ ۱۸۴۸ء میں ایک روز موقع پا کر میرزا صالح نے تین چار اور بابیوں کی شرکت سے قزوین کی ایک مسجد میں ملا محمد تقی کو قتل کر ڈالا۔ اس جرم میں کئی بابی ماخوذ ہوئے اور قتل کئے گئے میرزا صالح قید میں سے بھاگ گیا۔ ملا محمد نے اپنے باپ کے قتل کا الزام قرۃ العین پر لگایا۔ اس لئے وہ گرفتار کر لی گئی۔ لیکن تحقیقات میں وہ سراسر بے جرم اور بالکل بے خطا ثابت ہوئی اور رہا کر دی گئی۔ اس الزام سے بری ہونے کے بعد اسے قزوین میں رہنا ناممکن سا معلوم ہونے لگا۔ اس لئے اُس نے اپنے پیارے وطن کو چھوڑنے پہ آمادہ ہو کر خراساں کا قصد کیا۔ خراسان میں چند روز رہنے کے بعد وہ بدشت گئی اور وہاں سے مازندراں پہنچ کر

اپنے نئے مذہب کی ترویج واشاعت کا جوش اُسے ایک جگہ دم لینے نہیں دیتا تھا اور بعض جگہ ہمتوں کو پسپا کرنے والی مخالفتیں اُسے تھیر نے نہیں دیتی تھیں۔ بالخصوص وہ کچھ دن اس شہر میں کچھ روز اس قصبہ میں گزارتی اور وعظ کرتی پھرتی تھی کہ انہیں دنوں میں شاہی فوج اور بابیوں میں لڑائی شروع ہوئی۔ قرۃ العین نے زمانۂ جنگ میں نور میں رہنا پسند کیا اور لڑائی کے اختتام تک وہیں بہ اطمینان رہی۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد نور کے باشندوں نے اسے حکام کے حوالہ کر دیا۔ جنھوں نے قرۃ العین کو پابہ زنجیر طہران بھیجدیا۔ ایک وقت وہ بھی تھا جبکہ وہ ایک عظیم الشان ارادے سے طہران چلی تھی اور اس کے باپ نے بہ ہزار منت وسماجت واپس بلایا تھا۔ اُس وقت وہ آزاد تھی لیکن اب وہ اسی بادشاہ مرحوم کے فرزند شاہ ناصر الدین قاچار کے دربار میں ایک قیدی اور مجرم کی حیثیت سے پابہ زنجیر شاہی گارڈ کی حراست میں پیش ہوئی۔ شاہ ایران کو اس کی حالت زار پر رحم اور اُس کے حسن وجمال پر ترس آیا۔ لہذا اس نے اس جمال صوری ومعنوی سے آراستہ وپیراستہ خاتون کو بہت پیار وہمدردی کی نگاہوں سے دیکھ کر فرمایا کہ مجھے اس کی صورت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ لیکن چونکہ بابیوں اور شاہی افواج میں لڑائی ہوکر کوئی زیادہ دن نہیں گزرے تھے اس لئے احتیاطاً قرۃ العین کو توال شہر محمد خاں کلانتر کی حفاظت میں رکھی گئی اور ایک عرصہ تک وہیں رہی۔ وہ یہاں کسی سخت قید میں نہیں تھی بلکہ اکثر بابی مختلف طریقوں سے اُس سے ملتے رہتے تھے۔ وہ یہاں بھی اپنے کام سے غافل نہیں رہتی تھی اور اکثر اوقات جب کبھی شہر کی عورتیں کوتوال کے گھر میں کسی تقریب یا جشن میں جمع ہوتیں۔ قرۃ العین اپنی پُرزور فصیح تقریر شروع کر دیتی اور سبھوں کو اپنی طرف

توجہ کرلیتی۔ اُس کا وعظ ایسا دلچسپ اور اُس کا لکچر ایسا دلکش ہوتا کہ تمام سامعین پر محویت کا عالم طاری ہوجاتا۔ خدا نے تعالےٰ نے اُس کے بیان میں وہ طاقت اور زور عنایت فرمایا تھا کہ علم حضوری کا قدیم فلسفی مسئلہ غلط ہوجاتا۔ کیونکہ جب تک وہ لکچر دیتی حاضرین اپنے آپ کو بھی بھول جاتے۔ لیکن افسوس اُسے یہاں بھی قرار نہ ملا اور چین سے نہ رہ سکی۔ انھیں دنوں میں ایک نہایت خوفناک واقعہ پیش آیا جس سے بابیوں پر مصیبتوں کی گھٹا چھا گئی۔ تمام ملک ایران میں ایک تہلکہ مچ گیا بابیوں کے مصائب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس فرقہ کے سر پر ایک بڑی آفت آئی اور بابیوں کی بربادی کے آثار نظر آنے لگے۔ اس افسوسناک حادثہ کا اثر یہاں تک پہنچا کہ بابی ہونا سخت جرم سمجھا جانے لگا وہ ہوش ربا سانحہ یہ تھا کہ ۱۸۵۲ء میں ۱۵ اگست کو اتوار کے روز صبح کے وقت شاہ ناصرالدین جو اس وقت نیاوراں میں جو کوہ البرز کے دامن میں واقع ہے فروکش تھے شکار کے قصد سے گھوڑے پر سوار باہر نکلے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد تین شخص عرضی دینے کے حیلہ سے شاہ کے پاس آئے اور قریب پہنچ کر ایک نے پستول چلایا جو خالی گیا۔ دوسرے نے شاہ موصوف کو گھوڑے پر سے نیچے گرا دیا اور چاہتا تھا کہ گلا کاٹ ڈالے کہ شاہی ملازمین نے پہنچ کر چھری سے قاتل ہی کا سر اڑا دیا اور بادشاہ کو موت کے منہ سے بچا لیا۔ جس نے شاہ کو زمین پر دے مارا تھا اور قتل کیا چاہتا تھا وہ فتح اللہ بابی تھا۔ اس لئے فوراً احکام جاری کئے گئے کہ تمام بابی گرفتار کر لئے جائیں۔ اور اس فرقہ اور اس خیال کے جتنے آدمی تھے کیا مرد اور کیا عورت۔ کیا بچے اور کیا بوڑھے بلا امتیاز سب یکدم گرفتار کر لئے گئے۔ اب یہ قرار پایا کہ ان میں سے جو اس خیال سے تائب ہوجائے اور باب پر لعنت بھیجے وہ چھوڑ دیا جائے اور جو ایسا کرنے

میں پس وپیش کرے وہ بلا درنگ تلوار کی گھاٹ اتار دیا جائے۔ ان قیدیوں میں خود باب اور بابیوں کے بڑے بڑے لیڈر موجود تھے۔ ان کے مصائب وآلام کی کوئی حد نہیں رہی تھی۔ طرح طرح کی تکلیفیں دیجاتی تھیں جسے یہ نامراد گروہ بہ خندہ پیشانی گوارا کر رہا تھا۔ لیکن اُن کے استقلال میں ذرّہ بھر فرق نہ آتا تھا۔ وہ اپنے خیالات پر ثابت قدم تھے وہ اس طرح مرنے کو قابل فخر سمجھتے تھے اور یوں اپنی عزیز زندگی منقطع کرنے اور جان شیریں سے ہاتھ دہونے میں انہیں ذرا دریغ نہ تھا۔

بابیوں کی گرفتاری۔ قرۃ العین کی صداقت مزاجی۔

بیچاری قرۃ العین بھی اس اثر سے بحیثیت ایک پرجوش بابی ہونے کے بچ نہ سکی۔ اور بابیوں کے بڑے بڑے علماء کے ساتھ اسے بھی مندرجہ بالا غرض کے لئے دربار شاہی میں حاضر ہونا پڑا۔ جب محمد خان کلانتر کو قرۃ العین کے پیش کرنیکا حکم ہوا وہ خوش خوش اپنے گھر آیا اور قرۃ العین سے کہنے لگا کہ اب تمہاری رہائی کا زمانہ آپہنچا۔ کل صبح کو تم دربار شاہی میں اپنے مذہب کے لیڈروں اور پیروؤں کے ساتھ پیش کیجاؤگی اور تم سے صرف یہ سوال کیا جائیگا کہ کیا تم بابی ہو۔ اس پر صرف تمہارے "نہیں" کہدینے سے تمہیں چھوڑ دیا جائیگا اور اتنا کہدینے میں کوئی نقصان سوائے سراسر فائدہ کے نہیں ہوگا۔ قرۃ العین نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ میں سمجھتی ہوں کہ کل کا دن مجھے اس سے بھی زیادہ مبارک اور نیک ہوگا جیسا کہ تم سمجھتے ہو۔ کیونکہ کل مجھے اپنی اس صداقت کا ثبوت دینے کا بہترین موقع ملیگا۔ جو باب کی طرف سے میرے دل میں جلوہ افگن ہے۔ میں ضمیر کی آزادی کو جو ایک غیر مترقبہ نعمت ہے ترک کرنا نہیں چاہتی۔ میں موت سے نہیں ڈرتی بلکہ مجھے اس طرح مرنا دل سے پسند ہے۔ اگر میں ضمیر کے خلاف کام کروں اور

تمہاری رائے پر عمل کروں تو یقیناً بچ جاؤنگی - لیکن مجھے یہ منظور نہیں - مجھے منظور ہے کہ کانشنس کی آزادی قائم رکھنے کے لئے اپنی قیمتی اور عزیز زندگی قربان کر دوں - اور اس کے بحال رکھنے کے لئے اپنی گرانقدر جان نثار کر دوں - لیکن مجھے یہ ہرگز منظور نہیں کہ اپنے کانشنس کے خلاف کوئی کام کروں - محمد خان نے بہتیرا سمجھایا لیکن اس کی ایک پیش نہ گئی اور وہ اولوالعزم عورت اپنے خیال پر ثابت قدم رہی -

قرۃ العین کی ثابت قدمی اور اسکی افسوسناک موت

دوسرے روز آیا اور قرۃ العین محمد خان کے ہاں سے اُس ستم رسیدہ گروہ میں پہنچا دی گئی جس کے ساتھ وہ دربار شاہی میں پیش ہوئی - وہاں اُس سے وہی سوال کیا گیا کہ کیا وہ بابی ہے اس کا قرۃ العین نے نہائت بیباکانہ وہی جواب دیا جو وہ محمد خان کلانتر کو توال شہر سے ایک روز قبل کہہ چکی تھی - اور نہائت فصاحت بلاغت اور بہت عمدگی سے اپنے عقائد بھی بیان کئے - اس کے ساتھ ہی اُس نے اُس نئے مذہب کی خوبیاں بیان کرنی شروع کیں - اُس کی قدرتی فصاحت جوش زن ہوئی اور دربار میں ایک سکتہ کا عالم طاری ہو گیا - اس کا لکچر ایک دریائے فصاحت و بلاغت تھا جو بڑے زور و شور سے بے اختیار اُوڑا چلا آتا تھا دربار میں سناٹا چھایا ہوا تھا - اور سب لوگ ساکت تھے - اس کی تقریر کے ختم ہونے کے بعد بھی تھوڑی دیر تک یہی حالت رہی - آخرکار نہائت افسوس و رنج کے ساتھ مجبوراً اس کے قتل کا فتوے دیا گیا - بعضوں کا خیال ہے کہ وہ جلا دی گئی - لیکن حقیقت اسکا گلا گھونٹ کر اُس کی لاش باغ ایلخانی کے اندھے کنوئیں میں ڈالدی گئی اور اوپر سے پتھر بھر دیئے گئے -

خاتمہ

یوں اس لائق ہوشیار مستقل مزاج - راست باز - ثابت قدم اور

خوبصورت خاتون کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ گو اس کی موت نہائت ہیبت ناک تھی مگر وہ اپنی اس بہادرانہ موت سے دنیا کو ایک اعلےٰ درجہ کی راست بازی۔ شجاعت وجوانمردی کا نمونہ دکھلا گئی۔ اس کی ایسی افسوسناک موت نے اُس کے فضائل پر کوئی پردہ نہیں ڈالا بلکہ اس سے اُس کی عزت اور عظمت اور بھی دوبالا ہوگئی۔ اس معزز اور فخر بنی نوع انسان خاتون کی قابلیت اور خوبی کی دنیا میں ہمیشہ یادگار رہے گی اور اس جوانمرد عورت کا نام ہمیشہ دلی عظمت کے ساتھ لیا جائے گا۔ لوگ اس کی ہمت و استقلال اس کے تبحر علمی اور اس کی لیاقت و قابلیت کے ہمیشہ ثناخوان رہیں گے اور اس کے سرگزشت کو پڑھکر وجد کریں گے۔

اس کے ساتھ ہی وہ لوگ بھی جو اُس کی بیش قیمت زندگی کا ایسے ہولناک مذموم طریقہ پر خاتمہ کرنے والے ہیں نہائت حقارت و ذلت کے ساتھ یاد کئے جائیں گے اور اُنکا ظلم وستم صفحۂ دنیا پر یادگار رہیگا۔

شاعرانہ قابلیت نیچر نے قرۃ العین کو جہاں جمال صوری ومعنوی سے ہر طرح آراستہ فرمایا تھا اور نہائت فیاضی سے بے نظیر قابلیت ولیاقت۔ برگزیدہ صفات اور بڑی بڑی خوبیاں عنائت فرمائی تھیں اُسے شاعرانہ طبیعت بھی عطا فرمائی تھی۔ لیکن اس کا کلام اسکی دوسری کثیر التعداد تصنیفوں کے ساتھ بالکل تلف ہوگیا۔ ہم ذیل میں قرۃ العین کی تین غزلیں درج کرتے ہیں جو بہ ہزار کوشش ہاتھ آئی ہیں۔

وھوھذا

(۱)

جَذَبَاتُ شَوْقِكَ اَلْجَمَتْ لِسَلَاسِلِ غَمٍ وَالبَلَا

ہمہ عاشقانِ شکستہ دل کہ دہند جان بہ رہ ولا

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کی فہرست کتب میں سے چند کتابیں

مشاہیر النسواں :- منشی فاضل مولوی محمد عباس صاحب ایم۔اے۔ نے تمام دنیا کے قریب دو ہزار مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ پارسی۔ ہندو اور قدیم زمانہ کی مشہور عورتوں کے ضروری حالات عربی۔ انگریزی۔ فارسی۔ ترکی۔ اور اردو زبان کی بہت سی تاریخوں اور تذکروں سے جمع کرکے بطور لغات اردو میں قلمبند کئے ہیں مصنف خاتون کے عربی۔ فارسی اور اردو اشعار جابجا درج کئے ہیں ۲۹۲ صفحہ۔ قیمت . . . . (۱۲؍)

ہندوستانی عورتوں کے مضامین :- پیسہ اخبار کی درخواست پر ہندوستان کے ہر حصہ سے شریف اور تعلیم یافتہ بیگمات نے بہت سے مضامین، نومبر ۱۹۰۸ء کے اخبار کے لئے لکھ کر بھیجے تھے وہ تمام بصورت کتاب چھاپے گئے ہیں۔ نہایت عمدہ ہیں ۱۰۴ صفحہ قیمت صرف ایک روپیہ . . . . (عہ۱)

تذکرۃ النسوان ہند :- ہندوستان کی مستند و مشہور ہندو اور دیسی عیسائی عورتوں کے حالات ایک یورپین مصنف نے لکھے ہیں ۱۳۲ صفحہ قیمت . . . . (۱۲؍)

فاطمہ علیہ خانم :- زمانہ حال کے ترکوں کی سب سے بڑی عالمہ اور فاضلہ خاتون فاطمہ علیہ خانم کی زندگی کے دلچسپ حالات ترکی زبان سے اردو میں ترجمہ ۱۰ صفحہ قیمت . . . (۱۲؍)

ترکی مسلمان عورتیں :- انگریزی میں ایک نہایت دلچسپ کتاب ترکی عورتیں اور ان کے رسم و رواج کے نام سے موجود ہے جسمیں ترکی عثمانیہ کی ہر قوم کے مسلمان

عیسائی اور یہودی عورتوں کے حالات مندرج ہیں یہ اس کا ترجمہ ہے ۱۵۲ صفحہ قیمت (۱۱/۱)

طبعی تعلیم :- حکیمانہ طور پر بغیر امداد کتاب ۴ برس تک بچوں کو اپنے گھر پر قدرتی تعلیم دینے کا عمدہ طرز ڈھنگ از مولوی سید احمد صاحب دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ ۔۔ (۱۱/)

مادر شفیق :- بچوں کی تربیت اٹھان اور مادرانہ حکومت کے متعلق بیش قیمت ہدایات درج کی گئی ہیں اس کتاب کی خوبی ایک دفعہ دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے ۱۴۴ صفحہ قیمت صرف ۔ ۔ ۔ ۔ (۸/)

لغات الخواتین :- (یا زنانہ بول چال کی لغات) مولوی سید احمد علی صاحب اشہری نے کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کیلئے عورتوں کی خاص بول چال کی یہ اردو ڈکشنری تصنیف فرمائی ہے ابتک ایسی کوئی کتاب اردو میں موجود نہ تھی ۲۱۶ صفحہ قیمت ۔۔ (۱۲/)

حیات زیب النساء :- قابل دید ۶۶ صفحہ قیمت صرف ۔ ۔ ۔ ۔ (۶/)

صحت الاطفال :- بچوں کی صحت قائم رکھنے کے لئے ایسی ایسی مفید تدابیر لکھی ہیں جن پر عملدرآمد کرنے سے بچوں کی ہزاروں لاکھوں جانیں بچ سکتی ہیں بچپن کی تمام بیماریوں کے نادر نسخے معہ امراض و تشخیص ۔ ۱۱۲ صفحہ قیمت (۱۰/)

خوبصورتی اور تندرستی :- انگریزی زبان میں بھی حفظ صحت کے تدابیر اور اصول کے متعلق اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی ہوگی کہ جس کتاب کا یہ اردو ترجمہ کارخانہ پیسہ اخبار میں کیا گیا ہے ۔ یہ کتاب ہر گھر میں ہونی چاہئے ۔ قیمت (عہ)

اختیار تولید :- امریکہ میں ایک محقق نے تجربہ اور تحقیق کیا ہے کہ جس شخص کے گھر میں صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں لڑکے یعنے اولاد نرینہ کن تدابیر سے پیدا ہو سکتے ہیں یہ اس کتاب کا ترجمہ ہے ۔۔ ۱ صفحہ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ (۱۰/)

خوبصورت اولاد :- کیا ہم نیکبخت تندرست ۔ بشاش اور خوبصورت بچے اپنی کوشش سے کر سکتے ہیں ۔ ۴۰ صفحے قیمت صرف ۔ ۔ ۔ ۔ (۱۲/)